

مولانا محمد فرید مفتی دارالعلوم حقانیہ

دارالافتاء
مسائل و نوازل

آسمان سے انکار

ایک سوال
کلاس میں

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اُس ذات کی کتاب ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا۔ اور کارخانہ عالم کے تمام پرزے اور ان میں جو خواصیت اور قوت رکھی گئی ہے صرف اس ذات کے علم میں ہے، تو ایسی ذات کے کلام کا ایسے امور پر مشتمل ہونا ناممکن ہے جو واقعات اور حقائق کے مخالف ہوں۔ اسی بنا پر یہ ناممکن ہے کہ قرآن اور سائنس کی صحیح تحقیقات میں تضاد اور مخالفت ہو۔ سائنس کی تحقیقات قرآن کے مخالف اور متضاد معلوم ہوں، تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مخلوق سے اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے، خالق اور مالک کی اپنے بنائے ہوئے کارخانہ کے بارہ میں بدگمانی ناممکن ہے۔ تو ایسی رسمی تحقیقات میں اگر لوگ نظر ثانی اور مکمل تحقیق کریں اور صرف تخمینہ اور اندازہ سے کام نہ لیں تو ضرور اپنے نظریہ کا غلط ہونا ان پر منکشف ہو جائے۔ ہر مسلمان کو یہ طریقہ کار اختیار کرنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں سائنسدانوں نے ایسے عجیب عجیب نظریات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں کہ غیر مسلم تو درکنار بعض مسلمان بھی ان سے متاثر اور مرعوب نظر آتے ہیں جو انکے عین بند کر کے سائنسدانوں کے ہر نظریہ کو قبول کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں، حالانکہ اندھی تقلید کرنا اور بلا دلیل کسی سے مرعوب ہونا عقل کا تقاضا ہے اور نہ شرع کا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقول کو متفاوت پیدا کیا ہے۔ کسی کی عقل کمزور اور ناراسیدہ ہے، اور کسی کی قوی اور دودرس۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ سائنسدانوں کے نظریات جہالت اور موجودہ زمانہ کے سائنسدانوں کے نظریات الگ ہیں۔ ایک سائنسدان کا نظریہ الگ ہوتا ہے تو دوسرے کا الگ۔ بلکہ بسا اوقات ایک شخص ایک وقت میں ایک نظریہ رکھتا ہے اور دوسرے وقت اپنی تحقیق سے رجوع کر لیتا ہے۔ تو جب عقل

کایہ حال ہے تو کسی سے بلا دلیل مرعوب ہونا اور اسکی اندھی تقلید کرنا سراسر غلط اور خلاف عقل ہے۔ بلکہ اسکی دلیل پر غور کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کرنا صحیح طریقہ کار ہے۔

وہ دلائل جن کے ذریعہ ہم کسی چیز کے متعلق یقین حاصل کرتے ہیں، تین ہیں۔ ۱۔ اول حواس خمسہ یعنی سامعہ، باصرہ، شامہ، لامسہ، ذائقہ ہیں جن کے ذریعہ ہم محسوسات پر علم اور یقین حاصل کرتے ہیں، بشرطیکہ یہ حواس صحیح ہوں آفت رسیدہ نہ ہوں۔ تو احوال (بھینگا) کو ایک چیز کا دو محسوس ہونا اور صغرافی مزاج والے کو میٹھی چیز تلخ محسوس ہونا چونکہ خامہ جی آفت کی وجہ سے ہے تو یہ غلطی حواس کے ذرائع یقین ہونے میں ہرگز خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ ۲۔ دوسری دلیل عقل ہے جس کے ذریعہ ہم ایک غیر محسوس چیز پر یقین کر سکتے ہیں۔ اور جہاں حواس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں سے عقل کا کام شروع ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم دھواں دیکھتے ہیں تو باوجود اس کے کہ ہمیں آگ نظر نہیں آتی ہمارا سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ یہاں آگ موجود ہے۔ اور جب ہم خاک کا اڑنا اور پتوں کا ہلنا دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہوا موجود ہے اور اس کا بھی کوئی وجود ہے۔ اسی طرح جب ہم چاند کا گھٹنا بڑھنا دیکھتے ہیں تو ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ چاند کی روشنی سورج سے حاصل ہے۔ ۳۔ تیسری دلیل کسی معتمد شخص کی اطلاع اور اخبار ہے، جس کے ذریعہ ہم ان چیزوں پر علم حاصل کرتے ہیں جن کی پہچان سے حواس اور عقل عاجز ہوں۔ مثلاً ایک شخص نے کہہ معظہ اور مدینہ منورہ نہیں دیکھا لیکن اس کا ان شہروں کے وجود پر پورا یقین ہے۔ اس وجہ سے ہمیں کہ صرف عقل نے اپنے پر کفایت کی ہے، بلکہ اسے معتمد اطلاعات کی وجہ سے یہ یقین اور علم حاصل ہوا ہے۔ اور ایک اندھا جو کہ نہ تو کنواں اور سانپ دیکھ سکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعہ اسے یہ معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اس کے لئے ایک معتمد شخص کی اطلاع واحد ذریعہ ہے۔

جس سے یقین حاصل کر سکتا ہے۔ اور اندھے کا یہ کہنا کہ جب تک میری سمجھ میں نہ آئے کہ یہ سانپ ادکنواں ہے تو میں ماننے کو تیار نہیں ہوں، یہ سراسر بے دقتی ہوگی۔

بسا اوقات بعض لوگ کسی چیز کے وجود سے صرف اسی وجہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں کہ یہ چیز ہم نے دیکھی ہے اور نہ ہماری سمجھ میں آتی ہے، مختصر یہ کہ ہمیں اس کے وجود پر کوئی دلیل معلوم نہیں لہذا یہ چیز موجود نہیں ہے۔ مگر اس طرح انکار کرنا غلط ہے کیونکہ کسی کی بے علمی سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور لوگوں کو بھی اس چیز کی دلیل کا علم اور خبر نہ ہو۔ مثلاً ایک عامی اس سے انکار کرے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے اور یہ کہے کہ یہ میری سمجھ میں نہیں

آتا، تو چونکہ اردو دل کو دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے لہذا پہلی بات قابل سماعت نہ ہوگی۔

موجودہ دور کے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ آسمان کا کوئی وجود نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ نیلگوں چیز جو نظر آتی ہے یہ حدنگاہ ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آسمان کا ایک مضبوط زنگدار وجود ہے، جس میں دروازے بھی ہیں۔ اور بعض آثار و روایات میں تو ہر ایک آسمان کا مادہ بھی بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آسمان زمین سے پانچ سو سال کی مسافت پر دور ہے اور اگر تین میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی مسافت ہو تو ایک کروڑ انتیس لاکھ ساٹھ ہزار میل تقریباً بنتے ہیں۔ اور رنگ کے متعلق ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نیلا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ سرخ ہے، لیکن دوسری اور فاصلہ کی وجہ سے نیلا دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ رگ میر، خون پر وہ کی وجہ سے، اور سرخ پہاڑ دوری کی وجہ سے نیلگوں نظر آتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن آسمان کا اصلی رنگ دکھائی دے گا۔ یا نظر کے تیز ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اس دن تمام حقائق منکشف ہوں گے۔ جس کا فکانت مددۃ کالدہات۔ میں ارشاد کیا گیا ہے۔

قرآن و حدیث کے دلائل سے بے خبر ہونے کی وجہ سے آسمان کو حدنگاہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ ایک اندھا آدمی جسے کوئی چیز نظر نہ آتی ہو اُسے کسی دور پڑھی ہوئی چیز کے وجود کے بارے میں ایک عام آدمی سنجیدگی سے بتا دے تو وہ فوراً یقین کر لیتا ہے حالانکہ اُسے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور ہمارے پاس آسمان کے وجود کے بارے میں ایک معتمد ذات (پیغمبر علیہ السلام) کی اطلاعات، اخبارات اور مشاہدات موجود ہوں اور پھر بھی ہم آسمان کو حدنگاہ کہیں تو یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ ایک سائنسدان کا مشاہدہ یا اطلاع قابل تسلیم ہو سکتی ہے، تو کیا ایک خبر صادق کی ایسی کوئی اطلاع قابل تسلیم نہیں ہو سکتی؟

علماء میں سے مولانا غفر احمد عثمانی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا عبدالحق صاحب (اکوٹہ خٹک) مولانا مفتی محمد صاحب۔ مولانا اظہار علی صاحب، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ ماہرینِ دفاع میں سے یحییٰ بن محمد الکوفی، بریگیڈیئر گلزار احمد، ونگ کمانڈر حسن الدین کے غیر مطبوعہ مضامین۔ شعراء میں سے رئیس اردہی، عبدالعزیز خالد، تابش دہلوی، ذکی کیفی اور شاعر لکھنؤ کی تازہ منظومات جہاد اور دوسرے دلچسپ اور مفید مضامین۔ فی پیرج ۵، © rasailojaraid.com سالانہ چھپو پنے

ماہنامہ
البلاغ

اشاعت
خصوصی

جہاد ستمبر